نیک کام

محمد طارق

کھولا پور، ضلع امراؤتی۔444802(مہاراشٹر)،موبائل:8055503366

دس روپے ٹیبل پر رکھے تھے۔اُس نے بغیر اپنے والدین کی اجازت کے اُن کی نظریں بچا کر دس روپے ٹیبل سے اُٹھا لیے اور اپنی قمیص کی جیب میں رکھ کر خاموش گھر سے نکل پڑا....

دس روپے جیب میں آتے ہی اُس کے دل کے دھڑکنے کا انداز بدل گیا اور سارے بدن میں ایسی تازگی آ گئی کہ اُسے اپنے وجود کے ذی حیثیت ہونے کا شدت سے احساس ہونے لگا۔کچھ کرنے کی تمنّا اُس کے دل میں مچلنے لگی۔

گھر سے نکل کر وہ کچھ دیر نکڑ پر کھڑا جانے کیا سوچتا رہا اور پھر اُس کے قدم بازار کی طرف اُٹھ گئے۔

بازار میں مختلف چیزوں سے سجی ہوئی دکانیں اس کا دل کھینچ رہی تھیں.... ہر دکان پر دل لبھانے والے نت نئے اشتہارات آویزاں تھے....اشتہار....اشتہار جیسے چیزیں نہیں اشتہارات کی خرید و فروخت کی دکانیں سجی ہیں....لوگ جیسے سامان نہیں لیبل خرید رہے ہیں۔

آج بازار میں کافی چہل پہل اور رونق بھی تھی۔آج سے قبل وہ اپنے والد کے ہمراہ بارہا بازار گیا تھا،مگر اُسے بازار اتنا پرکشش کبھی نہیں لگا تھا۔حالاں کہ بازار ویسا ہی تھا،سجی سنوری دکانوں والا۔اشتہارات تک نہیں بدلے تھے۔رونق اور چہل پہل حسب معمول تھی۔فرق صرف اتنا تھا کہ آج اُس کی جیب میں دس روپے کا کرارا نوٹ تھا۔

نوٹ،کرارا ہو یا پرانا بوسیدہ،گرمی ایک سی رکھتا ہے۔

نوٹ،غریب کے پاس ہو یا امیر کے پاس،خواہشات کی تکمیل کا حوصلہ دیتا ہے۔

نوٹ، بوڑھے کے پاس ہو یا بچے کی جیب میں۔اُس کے ارمان پورے ہونے کے لیے مچل اُٹھتے ہیں۔

بازار میں پہنچتے ہی اُس کے ارمان مچلنے لگے۔کھلونے لینے کا ارمان، ٹافیاں خریدنے کا ارمان، بسکٹ کھانے کا ارمان۔دس روپے میں یہ سارے ارمان تو پورے نہیں ہوسکتے! وہ سجی ہوئی دکانوں کے درمیان کھڑا سوچ رہا تھا۔اُس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ ساری دکانیں خرید لے....سارے بازار کا مالک بن جائے۔

پیسہ جیب میں آتے ہی ہوس کیسے بڑھ جاتی ہے۔ارمان کتنے بے لگام ہوجاتے ہیں۔ وہ سوچ رہا تھا، کاش! میرے پاس بہت پیسے ہوتے...بہت سارے،مگر میرے پاس تو صرف دس روپے ہیں...کیا خریدوں میں دس روپے میں؟

بازار میں آنے سے قبل،نکڑ پر کھڑا ہو کر اُس نے جو سوچا تھا وہی خیال پھر اُس کے ذہن میں آیا اور ایک افسردہ، مرجھایا ہوا چہرہ اُس کے تصور کے پردے پر نمودار ہوا اور اُس کے اندر دکانیں خریدنے اور بازار کا مالک بن جانے کی ہوس نے دم توڑ دیا۔

وہ انتہائی وارفتگی کے عالم میں ایک دکان میں داخل ہوا اور دس روپے کی وہ چیز خریدی جس کی افسردہ چہرے والے کو ضرورت تھی اور پھر اس چیز کو قمیص کے نیچے پتلون کی بیلٹ میں پیٹھ کی طرف کھوس کر گھر کی طرف چل پڑا....اُس کا دل ایک عجیب طرح کی مسرت سے بھرا ہوا تھا۔

جیسے ہی اُس نے گھر میں قدم رکھا اُس کے والد اولے

برسانے والے بادل کی طرح اس پر گرجے ''ٹیبل پر رکھے ہوئے دس روپے کہاں ہیں؟''

اُس کی والدہ بھی کچن روم سے نکل کر آ گئی تھیں ''بیٹا! کیا تم نے دس روپے لیے؟''

''جی!'' اُس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا:

''بغیر اجازت! یہ چوری ہے۔'' اُس کے والد کا چہرہ غصّہ کی آگ میں تمتمار ہا تھا۔

''کیوں چرائے تم نے دس روپے؟''

جواب میں وہ خاموش سر جھکائے کھڑا تھا۔

''بتاؤ.... کیوں چرائے تم نے دس روپے؟'' ایک زناٹے دار طمانچہ اُس کے گال پر پڑا وہ گر گیا۔

والدہ نے اُسے اُٹھایا۔ ''بیٹا، بتا دو نا، تم نے کس لیے دس روپے چرائے؟''

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اپنے والدین کو دیکھنے لگا.... پھر اُس کے لب کانپے ''وہ میں نے.... وہ سسک کر بولا۔ ''میری کلاس میں ایک غریب لڑکا ہے اس کے لیے میں نے بیاض خریدی۔'' یہ کہہ کر لڑکے نے اپنی قمیص کے نیچے پیچھے کی طرف پتلون کے بیلٹ میں کھوسی ہوئی بیاض نکال کر والدین کے سامنے بڑھا دی۔

والدہ نے آگے بڑھ کر اُسے گلے سے لگا لیا۔

''بیٹا.... تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا، اگر تم ہم سے کہہ دیتے تو ہم انکار تھوڑی کرتے!''

''ہاں امّی! مگر ہمارے ''سر'' نے کہا تھا کہ کسی ضرورتمند اور محتاج کی مدد اس طرح کرو کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہونے دو، اس لیے میں نے.... لڑکا بات ادھوری چھوڑ کر والدین کے چہرے کو تکنے لگا جو مسرت سے کھل گئے تھے۔ ''بیٹا! تم نے نیک کام کیا ہے۔ اگر تم ہم سے پوچھ لیتے تو ہم تمھیں منع نہیں کرتے۔'' والدہ اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

''امّی جان! نیک کام کے بارے میں کچھ بتایئے نا؟''

''بیٹا نیک کام تو بہت سے ہیں۔ ابھی بس تم اتنا سمجھ لو کہ وہ سارے کام جس کے کرنے میں کسی بھی قسم کا ڈر، خوف نہ ہو، خوشی ہو، مسرت سے دل بھر جاتا ہو اور جس کام کے کرنے میں اگر تکلیف بھی پہنچے تو کوئی رنج نہ ہو، ایسے سارے کام نیک کام ہی ہوتے ہیں بیٹا! ایک بات اور نیک کام صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کیے جاتے ہیں۔''

والدہ لڑکے کو سمجھا رہی تھیں اور اُس کے والد کرسی پر سر جھکائے بیٹھے تھے، اُن کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

''آپ کیوں رو رہے ہیں جی! اپنے بیٹے نے کوئی غلط کام تھوڑی کیا ہے۔'' ''میں اپنے بیٹے کے فعل پر نہیں رو رہا ہوں، اس لیے بھی نہیں رو رہا ہوں کہ میں نے اُسے سزا کیوں دی بلکہ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ بچپن میں میں نے بارہا اپنے والدین سے جھوٹ بول کر، کبھی اُن کی آنکھوں میں دھول جھونک کر پیسے اُڑائے، اُن کی نافرمانیاں کیں، جس کے عوض اکثر میرے والدین نے مجھے مارا پیٹا.... آج میں تقریباً چالیس سال کا ہو چکا ہوں۔ ایک سمجھدار، باشعور آدمی، آج تک مجھ سے نہ جانے کتنے گناہ ہو چکے ہیں اور وہ سارے جہاں کا مالک، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے وجود پر، میری ہر سانس پر جس کا پورا اختیار ہے اُس نے مجھے کبھی سزا نہیں دی۔ مجھے در گزر کرتا رہا.... سچ مچ وہ میرے والدین سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والا ہے.... اور میں....!''

وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے....

○○